OPEN ACCESS
Biannual Research Journal
AL-ILM
Volume: 07
Issue: 01
Spring 2023

سیاسی جماعتوں کے احتجاج کے نقصانات: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تدارک



ISSN (P):
2618-1134
ISSN (E):
2618-1142

DISADVANTAGES OF PROTEST BY POLITICAL PARTIES: REMEDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC SHARIAH

Homepage URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm

Issue URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm/issue/view/13

Received:
13-03-2023
Accepted:
18-04-2023
Published:
25-06-2023

Irum Shehzadi
Lecturer, Aspire Group of Colleges, Girls Campus, Daska
Email: missiramms31@gmail.com

Kashifa Tahseen Sial
Assistant Professor, Govt. College For Women (Farooq Colony), Sargodha
Email: kashifa_tahseen.sial@gmail.com

ABSTRACT

Today's world is experiencing protests and demonstrations every where and on various issues. Islamic countries are no exception in this situation. There are many ways and forms of carrying out protests and demonstrations in Islamic countries. Involving in protest and demonstration on certain issues in its modern form is Western concept. It is important to see its compatability with Islamic teachings, so that Muslim people are aware of the Un-Islamic elements found in these protests and demonstrations. Furthermore, the country has to face loss of billions. Political parties have their own identity in Pakistan. They can put pressure on the government to address their issues. In this article, the protests of political parties and their economic impact is examined and remedial measures are suggested in the light of islamic teachings. In this research article current methods of protests and Islamic teachings are discussed in the light of Islamic teachings. The qualitative approach has been used to carry out research. Effort has been made to collect data from original sources; however, secondary data has been used where primary data was not available. In the end results are drawn and recommendations are suggested in the light of Islamic teachings.

Keywords: *Protest, Political Parties, Loss, Government, Pakistan.*

How to Cite: Irum Shehzadi, Sial, Kashifa Tahseen, "سیاسی جماعتوں کے احتجاج کے نقصانات: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تدارک" Al-Ilm 7, no. 1 (2023): 14-31.

موضوع کا تعارف

احتجاج سے مراد کسی اقدام کی مخالفت میں شورش کرنا، صدائے احتجاج بلند کرنا کے ہیں۔ کسی بھی معاشرے ہیں صدائے احتجاج اس صورت میں بلند کیا جاتا ہے جب ایک فرد کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہو اور اس کے حقوق کو غصب کیا جارہا ہو۔ حقوق انسانی زندگی میں معراج و کمال کا وہ زینہ ہیں جس کے ذریعے اپنی زندگی کے اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے۔ حقوق انسانی زندگی میں ایسی اہمیت رکھتے ہیں کہ جن کے بغیر انسان ترقی و منزلت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ خود کو بھی پہچاننے سے انکاری ہو جاتا ہے۔ جب انسانی حقوق کی پامالی کی بات کی جاتی ہے تو چاہے وہ کسی بھی سطح پر ہو خانگی زندگی، پیشہ ورانہ زندگی پر معاشرے میں حکومت کی سطح پر ہو رہی ہو تو معاشرے میں امن کی بجائے بے چینی و اضطراب کی کیفیت جنم لیتی ہے۔ جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس کی صورت میں احتجاج جنم لیتا ہے۔ یہ احتجاج منفی اور مثبت دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔

صنعتی انقلاب کے بعد لوگوں میں اپنے حقوق کی بیداری کے لئے ایک لہر نے جنم لیا۔ اس لہر نے تمام معاشروں اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ قوموں کی تباہی و بربادی اسی قسم کے منفی پروپیگنڈے اور رجحانات کی وجہ سے عمل میں آئیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد پر زور دیا گیا ہے۔ حقوق اللہ میں کمی پر اللہ تعالی سے معافی کی امید ہو سکتی ہے لیکن حقوق العباد کو چھوڑنے والے کو معافی کی بشارت نہیں بلکہ سزا کی وعید ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں احتجاج کے مروج طریق کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ اس کے مثبت پہلو جو اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتے ہوں ان کو واضح کیا جائے اور جو پہلو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوں ان کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ امت مسلمہ ان کے مضر نتائج و عواقب سے بچ سکے۔ اسی تناظر میں ہمیں نشاندہی کرنی ہے کہ کون کون سے طریقے ہیں جن کو اپنا کر صورتحال بہتر کی جاسکتی ہے اور احتجاج کی کن صورتوں کو مثبت راہ پر رکھ کر دوسروں کے لئے مشعل راہ بنایا جاسکتا ہے۔

انسانی حقوق کی پامالی سے احتجاج جنم لیتا ہے جس سے معاشرے میں بے چینی اور اضطراب کی لہریں تلاطم برپا کرتی ہیں۔ اکثر ممالک میں کسی نہ کسی صورت میں صدائے احتجاج بلند کیا جاتا ہے۔ یہ احتجاج بعض اوقات پر امن ذرائع اختیار کرنے کی بجائے تشدد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس سے شدید جانی و مالی نقصان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ احتجاج کی ان صورتوں میں منفی ہتھکنڈے استعمال کرنا، ملک میں دھرنوں، ہڑتالوں، روڈ بلاک کرنا، گاڑیوں کو آگ لگا دینا، لوگوں کو مارنا، پیٹنا، دوکانوں، فیکٹریوں، مارکیٹوں کو بند کر دینا جس کی وجہ سے عام شہریوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ ممالک جو اسلامی کہلاتے ہیں ان میں بھی یہی طرق احتجاج اختیار کیے

جاتے ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ ان احتجاجی رویوں کے ملک پر اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی جائزہ لیا جائے تاکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرے امن وسکون کا گہوارہ بن سکیں۔

احتجاج کا مفہوم

احتجاج عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو "الحج" سے مشتق ہے۔ عام اصطلاح میں احتجاج سے مراد اعتراض کرنا یا اظہار نا رضامندی ظاہر کرنا ہیں۔

احتجاج عربی زبان کا لفظ ہے جو "اَلحُجّۃ" سے مشتق ہے۔ حجت کے معانی دلیل کے ساتھ کسی پر غالب آجانا اور کثرت اختلاف کے ہیں۔ یعنی الحجۃ دلیل کو کہتے ہیں۔

"الحجة (با لضم الحاء و فتح الجيم): الدليل و البرهان، و قيل : مَادُفِعَ به الخَصَمُ "[1]

"حجت کے معنی دلیل اور قطعی ثبوت کے ہیں اور جو چیز حریف کو پچھاڑ دے اسے بھی حجت کہتے ہیں۔"

المعجم الوسیط میں حجت کی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے۔

"احتج عليه: اقام الحجة، و عارضه مستنكراً رافضاً فعله"[2]

"احتجاج حجت قائم کرنے اور کسی کے فعل کو برا سمجھتے ہوئے مسترد کرنے کو کہتے ہیں۔"

اردو زبان میں ترقی اردو بورڈ کی مستند لغت موسوم بہ "اردو لغت" میں احتجاج کے معنی یوں درج ہیں۔

"بالا دست یا کسی گروہ یا فرد کی سکی ناپسندیدہ بات کے خلاف تقریراً یا تحریراً ناراضگی کا اظہار احتجاج کہلاتا ہے۔"[3]

اس کے ساتھ ساتھ اس کے معنی استدلال، حجت یا دلیل پیش کرنے کے بھی ہیں۔ مندرجہ بالا سطور سے واضح ہے کہ عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں کسی عمل پر اعتراض کرنے، عذرداری کرنے، انکار کرنے اور بحث کے ذریعے اپنی ناراضی اور عدم اتفاق رائے کا اظہار کرنا یا کسی امر پر اختلاف کرنا اور اپنی آواز بالاتر ہستیوں تک پہنچانا احتجاج کہلاتا ہے۔ لغت میں عربی کی معیاری آن لائن ڈکشنری 'معجم المعاني الجامع' میں احتجاج سے مراد ہے:

"احتجاج رسميّ: بيان مكتوب يتضمّن اعتراضًا على حالة راهنة ومطالبًا بتغييرها"[4]

"ترجمہ: رسمی احتجاج: ایک تحریری بیان جو موجودہ حالت کی مخالفت کرتا ہے اور اس میں تبدیلی کی درخواست کرتا ہے۔"

لغت کی معروف کتاب "تاج العروس" میں احتجاج کا مطلب ہے:

"الحج:الغلبة بالحجة۔۔۔۔وكثرة الاختلاف "[5]

"ترجمہ: حجت کا مطلب دلیل کے ساتھ کسی پر غالب آنا اور کثرت اختلاف کے ہیں۔"

المعجم الوسیط میں حجت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"احتج عليه:اقام الجة،وعا رضه،مستنكرارافضا فعله"[6]

"ترجمہ:احتجاج سے مراد حجت قائم کرنااور کسی فعل کو برا سمجھتے ہوئے مسترد کرنا۔"

احتجاج کو انگریزی زبان میں 'protest' کہتے ہیں۔۔انگریزی زبان کی معروف انٹر نیشنل ڈکشنری میں احتجاج کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Protest: The Formal expression of objection or disapproval[7]"

"ترجمہ:احتجاج:اعتراض یانامنظوری کا رسمی اظہار کرنا۔"

ایڈیسن لنزا کے نزدیک احتجاج سے مراد ہے:

"Protest is a form of individual or collective action aimed at expressing ideas,views or values of dissent, oppositions, denunciation or vindication.[8]"

"ترجمہ:احتجاج انفرادی یا اجتمائی کاروائی کی ایک شکل ہے۔جس کا مقصد خیالات، نظریات یا اختلاف رائے، مخالفتوں، مذمت یاتوثیق کی اقدار کا اظہار کرنا ہے۔"

یوں احتجاج سے مراد کسی بھی اقدام کے خلاف آواز بلند کرنا، اعتراض کرنا، تقریر ایا تحریر انا پسندیدگی کا اظہار کرنا، انکار یا استدلال کرتے ہوئے اپنی رائے کو بالاتر ہستیوں تک پہنچانا۔

پاکستان میں سیاسی جماعتوں کے احتجاج کا تاریخی پس منظر

یوں تو احتجاج کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے تاہم عہد جدید میں سولہویں صدی عیسوی سے شروع ہونے والی احتجاجوں کی تاریخ بلاشبہ ہزاروں احتجاجوں پر مشتمل ہے۔خطہ پاکستان بھی اس روایت سے خالی نہیں ہے۔بلکہ پاکستان کا قیام بھی ایک طویل پر امن جمہوری جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ تشکیل پاکستان کے مراحل میں مسلمانان برصغیر نے انگریز سامراج کے خلاف کئی احتجاج کئے۔ان کے نتیجہ میں برصغیر پر انگریزوں کی گرفت کمزور پڑ گئی اور انہیں اس خطہ کو دو ممالک میں تقسیم کرنا پڑا۔پاکستان کے قیام کے بعد چند نمایاں احتجاجی تحریکوں کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد پہلا بڑا احتجاج ۱۲ اگست ۱۹۴۸ء کو شمال مغربی سرحدی صوبہ کے شہر چارسدہ کے قریب خان عبدالغفار خان کی رہائی کے لئے ہوا۔ تقریباً پچیس ہزار افراد وفاقی حکومت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے فائرنگ کی جس کی زد میں آکر پچیس افراد جاں بحق ہو گئے اور پینتیس سے زائد زخمی ہوئے۔[9] ۱۹۵۲ء کے اوائل میں حکومت پاکستان کے اردو کو پاکستان کی واحد قومی زبان بنانے کے فیصلے کے خلاف مشرقی پاکستان میں احتجاج شروع ہوا۔ ۲۱ فروری ۱۹۵۲ کو قومی زبان کے خلاف وزیر اعظم ناظم الدین کے اعلان کے بعد مشرقی پاکستان میں عام ہڑتال ہوئی۔ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبہ اور پولیس کے درمیان

تصادم ہو گیا جس کے نتیجے میں آٹھ طلباء جاں بحق اور متعدد زخمی ہوئے۔[10] جنووری ۱۹۵۳ میں مجلس الاحرار کی جانب سے قادیانیوں کو بالعموم اور سر ظفر اللہ خان کو بالخصوص سرکاری عہدوں سے ہٹانے کا اور قادیانی گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ رد قادیانیت کی تحریک نے زور پکڑا اور فسادات شروع ہو گئے۔ بڑے پیمانے پر گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ صورتحال کشیدہ ہونے پر پہلی مرتبہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا۔ اس کے بعد شہر لاہور میں کرفیو لگا دیا گیا۔ اس سے بھی صورتحال قابو نہ آئی تو ستر روز کے لیے مارشل لاء لگا دیا گیا۔[11] مشرقی پاکستان میں زبان کے تنازع پر خوں ریز فسادات ہوئے جن میں غیر بنگالیوں کا قتل عام کیا گیا۔ دو روز میں سات سو سے زائد افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ حکومت پاکستان نے مقامی اسمبلی تحلیل کر دی۔ جگنو فرنٹ کے رہنما اور وزیر اعلیٰ فضل حق کو وزارت سے ہٹا دیا گیا اور گورنر راج نافذ کر دیا گیا۔[12]

پاکستان میں ۱۹۶۸ میں صدر ایوب خان کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔ یہ تحریک مارچ ۱۹۶۹ تک جاری رہی جس کے نتیجے میں صدر ایوب خان کو اقتدار جنرل یحیی خان کے سپرد کرنا پڑا۔ اس تحریک کے دوران دو سو انتالیس (۲۳۹) سے زائد شہری ہلاک ہوئے اور بے شمار زخمی ہوئے۔ ۱۹۷۱ میں ملک میں عام انتخابات کا اعلان کیا گیا۔ انتخابات میں مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ نے سادہ اکثریت حاصل کر لی۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ صدر یحیی خان نے اقتدار عوامی لیگ کے حوالے نہیں کیا جس کے رد عمل میں پورے مشرقی پاکستان میں فسادات پھوٹ پڑے۔ غیر بنگالیوں کی جان و مال کو نقصان پہنچایا گیا۔ سرکاری املاک کو نذر آتش کر دیا گیا۔ فسادات زیادہ بڑھے تو فوج طلب کر لی گئی۔ مکتی باہنی نے بھی ہندوستان کی مدد سے انتشار پھیلانے میں کردار ادا کیا۔ مشرقی پاکستان کی فوج میں بھی بغاوت ہو گئی۔ مقامی لوگوں نے بھی پاکستانی فوج کا ساتھ نہیں دیا۔ یوں اپنوں اور دشمنوں کی سازشوں سے مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے علیحدہ ہو گیا۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھال لیا۔ ازاں بعد وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پر انتخابات میں دھاندلی کے خلاف تحریک چلائی گئی۔ پاکستان قومی اتحاد نے ملک گیر تحریک شروع کی جسے تحریک نظام مصطفی کا نام دیا گیا۔ یہ تاریخی اعتبار سے پاکستان کی سب سے بڑی احتجاجی تحریک ہے۔ اس تحریک کے زیر اہتمام ساڑے پانچ سو سے زائد جلوس نکالے گئے۔ اس تحریک میں مزدوروں، سیاستدانوں، وکیلوں، خواتین اور طلباء نے بھرپور حصہ لیا۔ حتیٰ کہ بچے بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اس تحریک نے آہستہ آہستہ فسادات کی شکل اختیار کر لی۔ ۷۰۰ سے زائد عمارتیں، دکانیں، دفاتر، بینک نظر آتش کر دیئے گئے۔ ۲۵۰ افراد جاں بحق ہوئے۔ ۱۲۰۰ سے زائد لوگ زخمی ہوئے۔ اسی ہزار سے زائد لوگ جیل گئے۔ حکومت نے طاقت کا بے دریغ استعمال کیا۔ لیکن اس تحریک کو کچلا نہیں جا سکا۔ آخر کار جنرل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ کا اقتدار سنبھال لیا اور ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔[13]

اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً پاکستان میں کافی احتجاج ہوتے رہے لیکن دسمبر ۲۰۰۷ کو بے نظیر بھٹو نے خود ساختہ جلاوطنی کے خاتمے کے بعد ایک بڑا جلسہ منعقد کیا۔ راولپنڈی کے لیاقت نیشنل پارک میں پیپلز پارٹی کے ملک بھر سے کارکن جمع ہوئے۔ اس جلسے کے اختتام پر بے نظیر بھٹو صاحبہ کو نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں وہ وفات پا گئیں۔ بے نظیر کی وفات کے بعد پورے ملک میں ہنگامے پھوٹ پڑے اور جلاؤ گھیراؤ شروع ہو گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں عدلیہ بحالی کی تحریک خصوصی اثرات کی حامل ہے۔ صدر پرویز مشرف نے چیف جسٹس افتخار چودھری کو مختلف الزامات پر مستعفی ہونے کو کہا۔ ان کے انکار پر انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ پرویز مشرف نے چیف جسٹس کو کام سے روک کر ان کے خلاف ریفرنس جاری کر دیا۔ مشرف کے خلاف چیف جسٹس کے ڈٹ جانے کے عمل کو پورے ملک میں پذیرائی ملی۔ خاص طور پر ملک بھر کی وکلاء برادری چیف جسٹس کی حمایت میں سڑکوں پر آگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ احتجاج ملک گیر حیثیت اختیار کر گیا۔ اس تحریک نے پرویز مشرف کو اتنا کمزور کر دیا کہ انہیں ۲۰۰۹ میں صدارت سے استعفیٰ دینا پڑا۔ یہ تحریک پرویز مشرف کے استعفیٰ کے بعد بھی جاری رہی۔ آخر کار نواز شریف نے پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف اور عدلیہ بحالی کے لئے لانگ مارچ کیا۔ اس کے نتیجے میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کو ان کے منصب پر بحال کر دیا گیا۔ یوں یہ طویل احتجاج اپنے اختتام کو پہنچا۔[14]

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انتخابی اصلاحات کے نعرہ بلند کر کے لاہور سے اسلام آباد مارچ کیا۔ اسلام آباد میں انہوں نے دھرنا دیا۔ پیپلز پارٹی حکومت کے سینیئر عہدے داروں کے ساتھ مزاکرات کے نتیجے میں یہ دھرنا ختم کر دیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر طاہر القادری نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے جاں بحق افراد کے لئے انصاف کے حصول کے لئے اور انتخابی اصلاحات کے لئے اسلام آباد کی طرف مارچ کیا۔ اور دھرنا دیا۔ پاکستان تحریک انصاف نے بھی عمران خان کی قیادت میں ان کے پڑوس میں دھرنا دیا۔ یہ دھرنا چار ماہ تک جاری رہا۔ اس کے دوران ہنگامہ آرائی بھی ہوئی اور پاکستان ٹیلی ویژن پر حملہ کیا گیا۔ کئی پولیس عہدے داروں پر تشدد کیا گیا۔ ڈویژنل پبلک سکول پر دہشت گرد حملے کے بعد یہ دھرنا ازخود ختم کر دیا گیا۔

۲۰۱۷ء کے عام انتخابات سے قبل ترتیب دیئے گئے انتخابی اصلاحات بل میں امیدواروں کے حلف نامے میں ترمیم کے خلاف ۵ نومبر سے ۲۶ نومبر کے دوران تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ نے اسلام آباد اور راولپنڈی کے درمیان فیض آباد انٹر چینج پر دھرنا دیا۔ اس دوران پورے ملک میں بھی دھرنوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اسلام آباد میں مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپوں میں ۶ افراد جاں بحق اور ۲۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔[15] اسی طرح پاکستان میں مذہبی جماعتوں کا ایک اور بڑا احتجاج اکتوبر 2018ء میں ہوا جب پاکستان کی عدالت نے آسیہ بی بی[16] کو بری کرنے کا حکم دیا جسے پہلے سزائے موت کی سزا سنائی گئی تھی۔ آسیہ بی بی کو موت کی سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس لئے تمام مذہبی جماعتوں نے مل کر احتجاج کیا اور پورا ملک

ایک دفعہ پھر مفلوج ہو گیا۔ نومبر ۲۰۲۰ میں فرانس نے آپ ﷺ کے خاکوں کی اشاعت کی اور فرانس کے صدر نے اس اشاعت کی حمایت کر دی۔ اس بات پر مذہبی جماعتیں ایک دفعہ پھر آگ بگولہ ہو گئیں اور انہوں نے سڑکوں پر نکلنے کا فیصلہ کیا اور اسلام آباد میں دھرنا دیا۔ ان کا صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ فرانس کے اس رویے کی بنا پر فرانس کے سفیر کو ملک بدر کر دیا جائے۔ حکومت نے مذہبی جماعتوں سے مذکرات کئے ان کو یقین دہانی کرائی گئی کہ ان کا مطالبہ پورا کیا جائے گا جس پر کارکنوں نے دھرنا ختم کیا۔

پاکستان میں سیاسی و مذہبی جماعتوں کے احتجاج کے اس طائرانہ جائزہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں شروع ہی سے احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ احتجاج کی بڑی بڑی وجوہات میں ملک میں آمریت، سیاسی پارٹیوں کا اختلاف رائے اور دیگر سیاسی و مذہبی وجوہات قابل ذکر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق، عوامی مسائل، مذہبی معاملات اور محکمہ جاتی مسائل، اور سہولیات کی فراہمی کا فقدان شامل ہیں۔

پاکستان میں عصری احتجاج کے نقصانات

پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے احتجاج نے اکثر پاکستان کا نقصان کیا ہے۔ احتجاجوں کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ان سے پاکستان کو سیاسی، معاشی و معاشرتی لحاظ سے بہت نقصان ہوا۔ ذیل میں حالیہ احتجاجوں سے ہونے والے نقصانات پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

1. ملکی و نجی املاک کا نقصان:

حکومتی اعداد و شمار کے مطابق محض 2017 سے اب تک ملک کو کھربوں روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ حکومتی اطلاعات کے مطابق اب تک سینکڑوں سرکاری و نجی گاڑیوں کو نقصان پہنچا ہے۔[17] سیاسی جماعتوں نے 2021ء میں جتنے احتجاج کیے اس میں ہونے والے نقصان کے اعداد و شمار کے مطابق اب تک ہونے والے احتجاج میں پولیس کی سینکڑوں گاڑیوں کو نقصان پہنچا یعنی گاڑیوں کو جلا دیا گیا جبکہ نجی املاک کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ اربوں روپے تک پہنچتا ہے۔[18] نامور مصنفہ نور الہدی شاہ کہتی ہیں، "ریاست نے لوگوں کے دل جیتنے کے بجائے انہیں خوف سے غلام بنانا پسند کیا، جب ریاست تشدد کی زبان بولے تو شہری محبت کے گیت نہیں گاتے"۔ پاکستان میں عوام ریاست اور ریاستی املاک کو اپنی چیز نہیں سمجھتی، سو جب موقع ملے، آگ لگانے سے نہیں ہچکچاتی۔ پاکستان ایک فلاحی ریاست نہیں بن سکا، اس لئے لوگ سرکاری اداروں کو اپنی مشکلات کا سبب سمجھتے ہیں اور موقع ملتے ہی ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔[19]

2. جانی و طبی نقصانات:

اگرچہ ہر ملک میں احتجاج کیا جاتا ہے مگر کہیں بھی ایسا پر تشدد احتجاج نہیں کیا جاتا جس طرح کا پاکستان میں ہوتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ احتجاجی مظاہروں سے عوام اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے۔ جب بھی مظاہرے ہوتے ہیں۔ پاکستان کو احتجاج کی وجہ سے شدید طبی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ احتجاج کے دوران لوگوں کو روکنے اور امن قائم کرنے کے لئے سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہتھیار آنسو گیس (Tear Gas)[20] ہے۔ احتجاج کے دوران آنسو گیس کی شیلنگ کی جاتی ہے اجس سے اگرچہ حالات پر بعض اوقات قابو پالیا جاتا ہے مگر اس سے صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس گیس کی وجہ سے مظاہرین اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کی صحت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ یہ گیس انسان کے نظام تنفس پر اثر انداز ہوتی ہے جو بعض اوقات موت کا سبب بنتی ہے۔ اسے آنسو گیس کہتے ہیں مگر یہ ٹھوس کیمیکلز ہوتے ہیں۔ جو آنکھوں، گلے، پھیپھڑوں، دل اور جلد کو متاثر کرتی ہے۔ جس سے سانس لینے میں دشواری یا سانس کا نہ آنا، دل کی دھڑکن یا بلڈ پریشر کا بڑھنا، جلن، متلی، اسہال[21] اور کھانسی شامل ہے۔ اگر کوئی دل کا مریض ہو تو اس کیمیکل سے اس کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ اگر نوزائیدہ بچہ اس کیمیکل زدہ ماحول میں ہو تو اس کے معذور ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ احتجاج کے شرکاء جب بھی احتجاج کرتے ہیں وہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ٹائر جلاتے ہیں۔ جس سے سیاہ دھواں فضا میں شامل ہوتا ہے۔ یہ دھواں اگر سانس کے راستے انسان کے جسم میں داخل ہو جائے تو اس سے سانس لینے میں دشواری ہونے کے علاوہ دمہ کی بیماری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ دھواں آنکھوں میں چلا جائے تو آنکھوں کی بیماری ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس دھوئیں سے زیادہ لوگ متاثر نہیں ہوتے۔ مگر یہ دھواں بیمار افراد پر جلد اثر کرتا ہے۔ آنسو گیس شیلنگ کے بعد احتجاج کے شرکاء کو روکنے کے لئے لاٹھی چارج کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں پولیس کی طرف سے احتجاج کے شرکاء پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔ جس سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہوتے ہیں۔ زخمیوں میں سے اکثر افراد پوری زندگی کے لئے معذور ہو جاتے ہیں۔ احتجاج کی صورت میں ہونے والے شور سے کان اور ذہنی امراض میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

3. معاشی نقصان:

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جہاں لوگوں کی فی کس آمدنی ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔ یہاں بسنے والے زیادہ تر لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے ملک میں جب بھی لوگ احتجاج کے لئے نکلتے ہیں اور توڑ پھوڑ کرتے ہیں تو اس کا سب سے زیادہ نقصان یہاں کی غریب عوام کو ہوتا ہے۔ احتجاج کی عام ترین شکل ہڑتال ہے جسکے نتیجے میں شہر دن بھر کے لئے (یا زیادہ تر آدھے دن کے لئے) مکمل طور پر بند ہو جاتا ہے- اور اس سے پیداواری عمل اور خدمات کا بڑا حصہ متاثر ہوتا ہے، اس لئے اس سے شدید معاشی نقصان پہنچتا

ہے۔معیشت کو شدید نقصان پہنچنے کی چند اور مثالیں اچانک رونما ہونیوالے (یا اچانک منصوبے کے تحت کئے جانے) عوامی ہجوم کے احتجاج ہیں مثلاً، ناموس رسالت کی جانب سے ہونیوالے احتجاج جو کئی مرتبہ کئے گئے یا بینظیر بھٹو کے قتل کے بعد ہونے والا فساد-ان اشتعال انگیزیوں کے نتیجے میں پر تشدد واقعات بھی ہوئے جن کے نتیجے میں نہ صرف چھوٹے اور بڑے شہر بند ہوئے بلکہ سرکاری اور نجی املاک کو بھی تباہ وبرباد کیا گیا۔ پاکستان میں لیبر مارکیٹ کے رجحانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لیبر فورس کا دو تہائی حصہ بے ضابطہ شعبہ میں کام کرتا ہے- پاکستان میں اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ بے ضابطہ معیشت میں کام کرنے والے مزدوروں (اور باضابطہ معیشت میں کام کرنے والوں کی کافی تعداد) کو پورا کام نہیں ملتا یعنی ان مزدوروں کی پیداواری صلاحیت مکمل طور پر استعمال نہیں ہوتی- چنانچہ، پیداوار کا نقصان ہوتا ہے۔[22]

لاک ڈاؤن کے دوران کنٹینروں سے کھڑی کیجانیوالی رکاوٹوں کے نتیجے میں ان علاقوں کے بڑے حصہ میں ٹرانسپورٹ نہیں چل سکتی جس سے اشیاء کی نقل وحمل رک جاتی ہے۔ برآمدات کی تاریخوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے، فیکٹریوں میں شہر کے باہر سے آنیوالے خام مال کی قلت ہو جاتی ہے نیز بندرگاہ پر ضروری سامان رکا پڑا رہتا ہے اور کراچی اور سندھ کے دیگر علاقوں سے صنعتی اور زرعی مال پنجاب اور کے پی نہیں جاسکتا- سیاسی جماعتوں کے احتجاج کی وجہ سے پچھلے پانچ سال میں ہونے والے نقصانات کا اندازلگایا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ احتجاج ملکی معیشت کے لئے زہر قاتل ہیں۔ صرف پنجاب حکومت کی طرف سے بیان کردہ تفصیلات کے مطابق 2017ء سے اب تک سیاسی جماعتوں کی کاروائیوں سے ملک کو 35 ارب سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ جس میں سے چار ارب صرف معیشت کو نقصان ہوا۔ جو سبزیوں اور پھلوں کو بروقت منڈیوں تک نہ پہنچانے کی وجہ سے ہوا۔[23]

سرمایہ کار دوسرے ملکوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں جس سے ان کے نفع میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس ملک میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے وہاں روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔لوگوں کی قوت خرید میں اضافہ ہوتا ہے۔ عوام کو کم قیمت پر اچھی چیز دستیاب ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس ملک کو فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن جب کسی ملک میں سیاسی حالات کشیدہ صورتحال اختیار کر لیں وہاں دوسرے ممالک سے لوگ سرمایہ کاری نہیں کرتے۔ ملک میں بیروزگاری کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے لوگوں کی قوت خرید متاثر ہوتی ہے۔ ایسے حالات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب لوگ آئے روز احتجاج کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ جب کسی بھی ملک میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں تو وہاں چوری اور لوٹ مار کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق مجموعی طور پر اب تک ملک کو گذشتہ احتجاجوں کی وجہ سے ساتھ کھرب سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے۔[24]

4. ماحولیاتی نقصان:

اگر پاکستان میں احتجاجی صورتحال کو دیکھا جائے تو یہاں کی عوام احتجاج میں اپنے غم وغصے کا اظہار کرتے ہیں تو جگہ جگہ آگ لگاتے ہیں اس دوران وہ فصلوں اور درختوں کا خیال بھی نہیں کرتے جس سے بہت سے جانوروں کے مسکن تباہ ہو جاتے ہیں۔ آگ لگنے سے بہت سے جانور بھی مر جاتے ہیں۔ پاکستان میں کچھ لوگ جانوروں کا غیر قانونی شکار کرتے ہیں۔ ان کو ایسے افعال سے روکنے کے لئے قانون بنائے گئے ہیں۔ لیکن جب احتجاج کی وجہ سے حالات ناسازگار ہوتے ہیں تو ایسے لوگ جو جانوروں کا غیر قانونی شکار کرتے ہیں ان کے لئے ایسا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ احتجاج میں جب درختوں کو نظر آتش کرتے ہیں تو اس سے جانوروں کی خوراک بھی جلادی جاتی ہے۔ ان کی خوراک کم ہونے سے ان کے لئے زیادہ عرصہ زندہ رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ دوسری طرف درختوں کو جلانے سے زمین کے درجہ حرارت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ احتجاج کے شرکاء جب بھی احتجاج کرتے ہیں وہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ٹائر جلاتے ہیں۔ جس سے سیاہ دھواں فضا میں شامل ہو کر فضائی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

عالمی اقتصادیات کے ماحول پر پڑنے والے اثرات سے متعلق رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ پودوں، کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کی تقریباً آٹھ ملین اقسام اس وقت زندہ ہیں جن میں سے ایک ملین اقسام کو ناپید ہو جانے کا خطرہ لاحق ہے۔ صوبہ خیبر پختونخواہ کے ہزارہ اور مالاکنڈ ڈویژن کے بکروالوں پر تھی۔ ڈاکٹر نفیس کے مطابق صرف ان علاقوں میں 7,400 بکروال خاندان آباد ہیں جن کے پاس ایک ملین مویشی ہیں اور صرف گوشت، اون اور چمڑے کی مد میں یہ صوبے کی معیشت میں 64 ملین ڈالرز کا حصہ ڈالتے ہیں۔[25] جبکہ یہ جانور ہمارے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر احتجاج کی صورت میں ان کو یونہی مارا جائے گا تو اس کے اثرات معیشت پر بھی گہرے پڑیں گے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تدارک کی تجاویز

اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے انسان کو ہر اس فعل سے منع فرمادیا ہے جس سے ملکی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو یا دوسروں کے لئے پریشانی کا باعث بنے۔ جبکہ عام طور پر سیاسی جماعتوں کا احتجاج اس قدر پر تشدد ہوتا ہے پاکستان کے لئے اس کو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو احتجاج کرتے ہوئے متشدد رویہ اپناتے ہیں اسلام نے ایسے لوگوں کے لئے سزائیں تجویز کی ہیں۔ ایسے لوگ جو معاشرے میں برے افعال کریں، عوام کو تنگ کریں، ان زندگیوں کو مشکل بنادیں اور ان کی املاک تباہ کردیں۔ یعنی معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لئے اور لوگوں کے لئے عبرت کی خاطر مجرموں کو سزا دینا ضروری ہے۔ مجرم کو سزا دینے کا حق صرف حکومت کو حاصل ہے کوئی دوسرا شخص کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ دارالافتاء کے مطابق:

سزاؤں کے نفاذ کی ذمہ داری شرعی اعتبار سے ریاست کی ذمہ داری ہے، جس کو نافذ نہ کرنے کی صورت میں ریاست ہی گناہ گار ہو گی، عوام یا رعایا میں سے شرعی اعتبار سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شرعی سزاؤں کا نفاذ ماورائے عدالت از خود کرنے لگے۔[26]

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جب عوام اپنے حق یا کسی مطالبہ کے لئے گھروں سے نکلے تو ان کی بات کو غور سے سنے اگر ان کا مطالبہ بے جا نہ ہو تو فوراً ان کی بات مان لی جائے اور اگر وہ اسلام کے منافی بات کریں تو ان کو سمجھانے کی ذمہ داری بھی ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ جس طرح امام ابو یوسف نے جب ہارون الرشید کی فرمائش پر 'کتاب الخراج' لکھی تو اس کے مقدمے میں لکھا:

"اے امیر المؤمنین! اللہ نے آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کی ہے۔ اگر اچھے طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دیں گے تو اس کا اجر بہت زیادہ ہے لیکن جہاں آپ نے اپنے فرائض سے کوتاہی برتی تو جان لیں اس پر اللہ آپ سے سخت مواخذہ بھی لے گا۔"[27]

حکومت ملک میں امن قائم رکھنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اللہ تعالی حکومت کے ذریعے بڑی بڑی برائیوں کو دور کرتا ہے۔ خلفاء راشدین کا دور ایک مثالی دور تھا۔ جس میں حکومت نے اس قدر کردار ادا کیا کہ کوئی شخص کسی کا حق نہ مارتا تھا۔ اس دور میں خلیفہ اور عام آدمی میں زیادہ فرق نہ تھا۔ جب بھی کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا تو اس کو اسلامی تعلیمات کے مطابق سزا دی جاتی۔ برائی کو پھیلانے والے شخص کو عبرت کا نشان بنایا جاتا۔

جامعہ العلوم الاسلامیہ حکومت کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"حکومت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، بشرطیکہ حکومت صالح ہو، اور صالح حکومت وہی ہے جو اپنی رعایا کی جان و مال اور عزت و آبرو کی محافظ اور ان کی ضروریاتِ زندگی کی کفیل ہو، جس کے زیرِ سایہ رعیت کا ہر شخص سکون واطمینان کی زندگی بسر کرتا ہو۔ حکمران کے دل میں رعیت سے ہمدردی و محبت ہو، ملکی ضروریات میں وہ عقل و تدبر اور عاقبت اندیشی سے کام لیتا ہو، قوم و ملک کی راحت رسانی کے لیے مضطرب اور بے چین ہو۔ تاجر، زمیندار، مزدور اپنی اپنی جگہ مطمئن ہوں، تجارت وزراعت پیشہ افراد پر ٹیکسوں کا بوجھ اتنا ہو کہ وہ برداشت کر سکیں۔ مظلوم کو ظالم سے نجات حاصل ہو۔"[28]

کسی بھی جرم کو روکنے یا اسے ختم کرنے کے لئے لوگوں کو سزا دینا بعض اوقات ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب لوگوں کو ان کے بڑے اعمال پر سزا نہیں دی جائے گی تو سب لوگ برائی کی طرف مائل ہونگے۔ امام کاسانیؒ ایسے افراد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ اسلامی ریاست میں رہتے ہوں اور زمین میں فساد کریں۔ تو امام کاسانیؒ کے نزدیک ایسا شخص باغی اور دہشت گرد کہلائے گا۔ ان کی سزا کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ولانهم ساعون فی الارض بالفساد، فیقتلون دفعا للفساد علی وجه الارض"[29]

ترجمہ: چونکہ وہ دہشت گردی کے مرتکب ہوتے ہیں سو انہیں دہشت گردی کے خاتمہ کیخاطر قتل کیا جائے گا۔

آج کل پاکستان میں پر تشدد احتجاج اس قدر بڑھ چکا ہے تو اس کی ایک وجہ ان اسلامی اصولوں پر عمل نہ کرنا ہے۔ ہمارے ہاں پر تشدد احتجاج کا رواج اس قدر بڑھ گیا ہے کہ نہ صرف ان پڑھ بلکہ پڑھے لکھے افراد جو قومی اسمبلی اور سینٹ میں بیٹھ کر اس ملک کے لئے اہم فیصلے لیتے ہیں۔ میڈیا کسی بھی ملک کے حالات پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ عصر حاضر میں ٹیکنالوجی نے جس قدر ترقی کی ہے میڈیا کا کردار اور اہم ہو گیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل جو دیکھتی ہے اسی کے مطابق عمل کرتی ہے۔ اس لئے میڈیا کو چاہیے کہ کسی بھی خبر کو شائع کرنے سے پہلے دیکھ لے اس کے کیسے اثرات ملک و قوم پر پڑیں گے کیونکہ ہماری عام عوام بین الاقوامی معاملات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی بیان سامنے آتا ہے ہمارے دشمن اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور ہمارے معصوم لوگ ان کی باتوں میں آجاتے ہیں۔ اسی غم و غصے میں احتجاج اور ہڑتال کر دی جاتی ہے اس میں ملک و قوم کے املاک کو تباہ کیا جاتا ہے یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کا ہماری قوم یا ملک کو کتنا نقصان ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں جب بھی کسی اہم امور پر مشورہ درکار ہوتا تو خاص لوگوں سے بات کی جاتی۔ بہت سے اہم امور کا عوام کو نہ بتایا جاتا تاکہ دشمن قوم سازشیں نہ کر سکیں۔ لیکن عصر حاضر میں میڈیا نہ صرف لوگوں کو ملکی و بین الاقوامی حالات سے باخبر کرتے ہیں بلکہ بات کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے جس سے عوام طیش میں آئے اور سڑکوں پر نکل کر ہنگامہ کرے۔ میڈیا کو چاہیے کہ کسی بھی خبر کو شائع کرنے سے پہلے اس کی خوب تحقیق کر لے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ایک جھوٹی خبر[30] کسی بھی ملک کو تباہ کر سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔﴾[31]

"ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔"

اگر تمام نیوز چینلز ان برے افعال کو چھوڑ کر اس طرح اپنے فرائض سر انجام دیں۔ جس طرح اسلام نے ان کو سیکھایا ہے۔ لوگوں کو تعلیم دی جائے کہ اپنے غم و غصے کا اظہار کس طرح کرنا ہے۔ احتجاج کرنے کا مہذب طریقہ کونسا ہے۔ عوام کو بتایا جائے کہ اگر کوئی جھوٹی خبر سنیں یا کسی برائی کو دیکھیں تو اس کو آگے نہ پھیلائیں۔ اگر انسان بغیر تحقیق کے بات آگے پھیلا دے گا تو ممکن ہے کہ وہ شیطان کے راستے پر چلا جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا﴾[32]

"ترجمہ: اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر ان کو پہنچا دیتے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔"

سیاسی جماعتیں جب بھی احتجاج کے لئے گھروں سے نکلتی ہے تو سب سے پہلے راستے روکتی ہے۔ جس سے اشیاء کی ترسیل بھی رک جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف کسانوں، مزدوروں، آجروں بلکہ ضرورت مندوں کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے علماء کرام لکھتے ہیں:

راستہ بند کرنے سے لوگوں کو کافی دشواری پیش آتی ہے۔ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے کا حکم ہے، راستہ بند کر کے نماز کا اجتماع یا جلسہ وغیرہ کرنا نامناسب عمل ہے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ حدیث میں راستے کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں ان کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے کسی بھی دینی، سیاسی و سماجی اجتماع کے لئے راستہ ہر گز نہ بند کریں، اس سے دوسرے بدگمان بھی ہوتے ہیں اور شر پسندوں کو مواقع بھی فراہم ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر دوسرا راستہ موجود ہو اور ایک راستہ بند کرنے سے زیادہ دشواری نہ ہوتی ہو اور راستہ بند کرنے کا کوئی معقول عذر ہو تو اس کی موقع و مناسبت کو دیکھتے ہوئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ مجبوری میں بھی ایسی صورت اختیار کرنی چاہیے جس سے گزرنے والوں کی آمد و رفت میں کم سے کم خلل ہو اور انھیں تکلیف نہ پہنچے۔[33]

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیاسی جماعتوں نے جب بھی احتجاج کیا وہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ مگر اپنے مطالبات منوانے کے لئے اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے انہوں نے جو راستہ اپنایا وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف تھا۔ اس کا نقصان کسی فرد یا ادارے کو نہیں بلکہ ساری عوام کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے تمام لوگوں کے لئے ضروری وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کرے بغیر اپنے مطالبات حکومت تک پہنچائے تاکہ حقوق انسانی کا اتلاف نہ ہو۔

نتائج و سفارشات

۲۰۱۷ء کو راولپنڈی اسلام آباد کے سنگم پر واقع فیض آباد پر ایک مذہبی جماعت کی طرف سے دیئے جانے والے دھرنے کے خلاف عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ آف پاکستان) نے از خود نوٹس لیا۔ یہ کیس پاکستان کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے اس لئے اس مقالہ میں اس فیصلے کی روشنی میں سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

سپریم کورٹ کے ۶ فروری ۲۰۱۹ کے تحریر فیصلے کے مطابق درج ذیل شواہد سامنے آئے:

- مذہبی سیاسی پارٹی نے فیض آباد انٹر چینج بند کیا جس کی وجہ سے اسلام آباد سے باہر نکلنے کا مرکزی راستہ بند ہو گیا اور بہت سی ٹریفک کو گزرنے کی جگہ نہیں ملی۔
- پورے ملک میں اس دھرنے کے اثرات ہوئے، راستوں کو بند کیا گیا، املاک کو نقصان پہنچایا گیا، قانون نافذ کرنے والے اداروں پر پتھر پھینکے گئے۔
- راستے کھلے نہ ہونے کی وجہ سے بے شمار لوگ طبی سہولیات نہ ملنے کے باعث پریشانی سے دوچار ہوئے۔ کئی اموات اس وجہ سے رپورٹ ہوئیں۔ طلبہ تعلیمی اداروں تک نہ پہنچ سکے، سرکاری دفاتر میں کام کرنے والے اپنے کام پر نہ جا سکے۔
- دھرنا قائدین نے عوام کو ڈرایا، دھمکایا، غیر اخلاقی زبان استعمال کی، ملک میں نفرت اور اشتعال پھیلایا۔
- ذرائع ابلاغ نے تحریک کو بلا رکاوٹ کوریج فراہم کی۔
- ۲۵ نومبر ۲۰۱۷ کو آنسو گیس اور واٹر کینن کے استعمال کے باوجود بھی پولیس دھرنے کے لوگوں کو منتشر کرنے میں ناکام ہوئی۔ سول اداروں کی مدد کے لئے فوج کو بلایا گیا لیکن فوج کے آنے سے قبل ہی حکومت اور مظاہرین کے درمیان معاہدہ طے پا گیا۔ فوج سے پیسوں کی وصولی کے بعد ہجوم منتشر ہو گیا۔
- جسٹس فائز عیسیٰ نے نشاندہی کی کہ ریلیوں کا انتظام کرنا یا ان کو منتشر کرنا وردی پوش اہل کاروں کا کام نہیں۔ عدلیہ کے مطابق اینٹلی جنس ایجنسیوں کے دائرہ کار کی وضاحت ہونی چاہیے۔ عدالت کے سامنے کچھ حقائق ایسے آئے جن میں پاک فوج کے کچھ افسران نے دھرنا مظاہرین کو مدد فراہم کی تھی۔ فاضل جج نے متعلقہ اداروں کو ان افسران کی نشاندہی کی ہدایت کی۔ اسی تناظر میں معزز عدلیہ نے ISPR کو بھی محتاط رہنے کی ہدایت کی۔ عدالت نے لکھا کہ فوج کا ادارہ پورے پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے اسے ایسا تاثر نہیں دینا چاہیے کہ وہ کسی خاص جماعت کا ساتھ دے رہی ہے۔
- اس فیصلے میں معزز عدلیہ نے عدالتی کردار پر بھی سوال اٹھایا کہ اس کیس کی تاخیر سے سماعت میں سیاسی وجوہات کو مد نظر رکھا گیا۔ مزید براں صحافیوں، سیاستدانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جنہوں نے چند سیاسی اغراض کے لئے ملکی سلامتی، معیشت اور وقار داؤ پر لگایا۔
- عدالت نے قرار دیا کہ ملک کے تمام شہریوں کا فرض ہے کہ ذاتی مفاد کو پس پشت ڈال کا اپنے ملک کی بقا، عزت، سلامتی کو سر فہرست رکھا جائے۔ معزز عدلیہ نے واضح کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان بہت ہمت، صبر و تحمل سے حاصل کیا۔ مشتعل ہجوم اور اشتعال انگیز تقریروں سے پاکستان حاصل نہیں ہوا۔[34]

- مزید براں مقالہ نگاران کی رائے میں محراب و منبر سے بھی اس بات کی آواز اٹھنی چاہیے کہ اپنے جائز حقوق کے حصول کے لئے بھی ان اقدامات سے لازمی باز رہا جائے جن کی شریعت میں ممانعت ہے۔ مثال کے طور پر راستے بند کرنا، حکومتی و عوامی املاک کو نقصان پہنچانا، ماحول خراب کرنا وغیرہ غیر شرعی امور ہیں اور دوران احتجاج ان سے لازمی اجتناب کیا جانا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] مرتضیٰ الزبیدی، ابوالفیض، محمد بن محمد، الحسینی، تاج العروس (بیروت: دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۴ء)، ۴۶۰/۵

Mūrtāza al-Zūbāidī, Abū al-Fāiz, Muhāmmad bin Muhāmmad, al-Hūssēinī, *Tāj al-Arōs* (Kūwāit: Tābat al-Kūwait, 2008), 5/460

[2] الزبیدی، **تاج العروس**، ۵/ ۴۶۴

Al-Zūbāidī, *Tāj al-Arōs*, 464/5

[3] اِبراھیم مصطفی، اَحمد الزیات، حامد عبد القادر، محمد النجار، **المعجم الوسیط** (قاہرہ: مکتبہ الشروق الدولیۃ، 2005ء)، 156

Ibrāhīm Mūstāfa, Ahmad Al-Zāyāt, Hāmid Abdūl-Qādir, Muhāmmad Al-Najjār, *Al-Mū'jām Al-Wāsēēt* (Cairo: Al-Shārōōq Al-Dawlīyyā Library, 2005), 156

[4] https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/%D8%A7%D8%AD%D8%AA%D8%AC%D8%A7%D8%AC/
Accessed on dated: 2-04-2023

[5] الزبیدی، **تاج العروس**، 5/ 460

Al-Zūbāidī, *Tāj al-Arōs*, 5/ 460

[6] اِبراھیم مصطفی، **المعجم الوسیط**، 156

Ibrāhīm Mūstāfa, *Al-Mū'jām Al-Wāsēēt*, 156

[7] The Hammond International Dictionary, Classic Edition, Hammond Incorporated Maplewood, New Jersy

[8] Edison Lanza, Protest and Human Rights, Standards on the Rights Involved in Social Protest and the Obligations to Guide the Respone of the State, Publisher: Inter- American Commission on Human Rights in Sep, 2019

[9] عقیل عباس جعفری، **پاکستان کرونیکل** (ورثہ، اشاعت دوم، ۲۰۱۱ء)، ۲۴

Aqeel Abbas Ja'fari, *The Pakistan Chronicle*, (Virsa: 2011), 24.

[10] ایضا ۲۴

Ibid, 24

[11] ایضا، ص۔ ۷۸-۸۱

Ibid, 78-81

اشتیاق حسین قریشی، **جدوجہد پاکستان**، مترجم: بلال زبیری (کراچی: شعبہ تصنیف وتالیف، کراچی یونیورسٹی، اشاعت چہارم، ۱۹۸۴ء)، ۱۲۱/۴

Ishtiaq Hussain Qureshi, *Jido Juhd-e-Pakistan*, trans: Bilal Zuberi (Karachi, Shu'ba Tasnif-o-Ta'lif, Karachi University, 4th Edition, 1984), 121/4

[12] عقیل عباس جعفری، **پاکستان کرونیکل**، ص۔ ۷۸-۸۱

Aqeel Abbas Ja'fari, *The Pakistan Chronicle*, 78-81

[13] ایضا، ۴۴۰

Ibid, 440

[14] http: // www.nonviolent.conflict.org, Pakistan's Lawyers Movement (2007-2009), accessed on :23-04-2023

[15] Special Report on Faizabad Dharna, www.youtube.com , accessed on: 19-04-2023

[16] آسیہ نورین بی بی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ جو پنجاب کے ضلع ننکانہ کے ایک گاوں اٹاں والی کی رہنے والی تھی۔ جہاں وہ کھیتوں میں کام کرتی تھی۔ 2009ء میں اس کا جھگڑا ایک عورت سے ہوا۔ جس میں اس نے تین توہین آمیز کلمات ادا کئے۔ اس بات کی تصدیق ہونے کے بعد اس سے معافی طلب کی گئی۔ بعد میں لوگوں نے اسے پولیس کے حوالے کر دیا۔ پہلے اسے شیخوپورہ اور بعد میں ملتان میں قید کیا گیا۔ آسیہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ اسے اسلام قبول کرنے کے لئے دباوڈالا جارہا تھا انکار کرنے پر اس کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ 2010ء میں ننکانہ کی عدالت نے آسیہ کو سزائے موت کی سزادی۔ جسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ جہاں 2014ء میں سزائے موت کے فیصلے کی توثیق کی گئی۔ اس کے بعد یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں پیش کیا گیا۔ جہاں آسیہ بی بی کو 2018ء میں باعزت بری کر دیا گیا۔

[17] Bol News, https://www.youtube.com/watch?v=uvHG0Mi4NMQ&t=22s,Accessed on dated: 01-03-2023

[18] https://www.dawnnews.tv/news/1108780, Accessed on dated: 12-03-2023

[19] https://www.dw.com/ur/%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86%DB%8C-%D8%B9%D9%88%D8%A7%D9%85-%D8%A7%D8%AD%D8%AA%D8%AC%D8%A7%D8%AC-%DA%A9%DB%92-%D9%86%D8%A7%D9%85-%D9%BE%D8%B1-%D8%A7%D9%85%D9%84%D8%A7%DA%A9-%DA%A9%D9%88-%D8%A2%DA%AF-%DA%A9%DB%8C%D9%88%DA%BA-%D9%84%DA%AF%D8%A7%D8%AA%DB%92-%DB%81%DB%8C%DA%BA/a-65606668
accessed on dated 25-03-2023

[20] یہ ایک کیمیائی گیس ہے۔ جس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ جیسے پیپر سپرے، سی این گیس، سی اے گیس وفیگر شوغیرہ۔ پہلی جنگ عظیم میں آنسو گیس کا استعمال کیا گیا جس سے بہت سی ہلاکتیں ہوئیں۔

[21] اسہال ایک ایسی بیماری ہے جو آلودگی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسے ڈائریا بھی کہتے ہیں۔ اس بیماری سے جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ دن میں دو سے تین مرتبہ آنتوں سے فضلہ نکلتا ہے۔ آنسو گیس شیلنگ کا شکار ہونے والے اکثر لوگ اس بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کیمیکل کی وجہ سے بیکٹریا جسم میں داخل ہوتے ہیں اور صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

[22] https://www.dawnnews.tv/news/1008458 , accessed on: 12-4-2023

[23] Bol News, https://www.youtube.com/watch?v=uvHG0Mi4NMQ&t=22s
Accessed on dated: 01-02-2023

[24] https://www.dw.com/ur/%D8%AF%DA%BE%D8%B1%D9%86%DB%92-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%D8%A7%D8%AD%D8%AA%D8%AC%D8%A7%D8%AC-%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86%DB%8C-%D9%85%D8%B9%DB%8C%D8%B4%D8%AA-%DA%A9%D9%88-%D8%B3%D8%A7%D8%AA-%DA%A9%DA%BE%D8%B1%D8%A8-%DA%A9%D8%A7-%D9%86%D9%82%D8%B5%D8%A7%D9%86/a-17884557
accessed on dated: 02-04-2023

[25] https://www.dw.com/ur/%D8%AC%D8%A7%D9%86%D9%88%D8%B1%D9%88%DA%BA-%DA%A9%DB%8C-%D9%82%D8%B1%D9%8A%D8%A8-%D8%A7%D9%8A%DA%A9-%D9%85%D9%84%D9%8A%D9%86-%D8%A7%D9%86%D9%88%D8%A7%D8%B9-%D9%86%D8%A7%D9%BE%DB%8C%D8%AF-%DB%81%D9%88%D9%86%DB%92-%DA%A9%D9%88-%DB%81%DB%8C%DA%BA/a-48617000

Accessed on dated:15-5-2023

[26] https://www.banuri.edu.pk/readquestion/islami-sazaon-ka-nifaz-kahan-hota-hai-uor-kis-ki-zimme-dari-hai-144308101961/28-03-2022
Accessed on dated:26-04-2023

[27] ابو یوسف، امام، **کتاب الخراج**، مترجم: مولانا نیاز احمد اکاڑوی، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س-ن)، 22

Abū Yūsuf, Imām, *Kītāb Al-Kharāj*, Maūlāna nīyāz Ahmad Akārvi, (Lahore: Maktāba Rāhmānīya, S-N), 22

[28] https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail/%D8%AD%DA%A9%D9%88%D9%85%D8%AA-%DA%A9%DB%92-%D8%A7%D9%88%D8%B5%D8%A7%D9%81-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%D8%B3%D8%B1%D8%A8%D8%B1%D8%A7%DB%81-%DA%A9%DB%92-%D9%81%D8%B1%D8%A7%D8%A6%D8%B6
Accessed on dated: 26-03-2023

[29] اعلاء الدین ابی بکر بن مسعود کاسانی، امام، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2011)، 7/140

Alāūddīn Abī Bākr bin Māsōud Kāsānī, Imām, Badā'i al-Sāna'I (Bērūt: Dār ul kūtub ul Ilmiyā), 7/ 140

[30] جھوٹی خبر (Fake News) کو 2017 میں امریکہ میں Word of the Year کا نام دیا گیا ہے اور اسے جمہوریت اور آزادی رائے کے لیے سب سے بڑا خطرہ بھی قرار دیا جا رہا ہے۔ فیک نیوز چند سالوں میں میڈیا کی دنیا میں سب سے زیادہ بولا جانے والا لفظ بن کر ابھرا ہے۔ پاکستان سمیت پوری دنیا کو اس خطرے کا سامنا ہے۔ اس میڈیا میں الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا شامل ہیں۔

[31] الحجرات 6:49

Al-Hujrāt 6:49

[32] النساء 83:4

Al-Nisā 83:4

[33] https://darulifta.info/d/deobandw/fatwa/zvE/, Accessed on dated: 11-04-2023

[34] PLD ۲۰۱۹، سپریم کورٹ ۳۱۸، جسٹس مشیر عالم اور قاضی فائز عیسیٰ، از خود کیس نمبر ۷۔ ۲۰۱۷ فیصلہ مورخہ ۶ فروری، ۲۰۱۹